بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شوہر کا طلاق دینے سے انکار کا حکم

الجواب من اللہ الصدق والصواب

جواب سے پہلے یہ جان لینا چاہیئے کہ مفتی غیب نہیں جانتا ، نہ ہی تحقیق کرنے کا پابند ہوتا ہے ، وہ سوال کا پابند ہوتا ہے، جیسا سوال ہوتا ہے اسی کے مطابق جواب لکھتا ہے، سوال کے سچے یا جھوٹے ہونے کی ذمہ داری سائل پر ہوتی ہے۔

اس تمہید کے بعد واضح ہو کہ صورتِ مسئولہ میں بیوی کامل یقین کے ساتھ تین مرتبہ طلاق کے الفاظ اپنے کانوں سے سن لینے کا دعوی کررہی ہے، جبکہ شوہر حلفا اس دعوی کا انکار کر رہا ہے، نہ تین طلاق کی کوئی تحریر ہے، نہ ہی اس کے گواہ ہیں، (اگرچہ وقوعِ طلاق کے لئے ان چیزوں کی شرعاً ضرورت بھی نہیں، کیونکہ طلاق تو بالکل تنہائی میں بھی واقع ہو جاتی ہے۔) بہر حال ہر ایک اپنے سچ اور جھوٹ کا ذمہ دار ہے، شوہر جھوٹ بولے گا تو وہ آخرت میں جوابدہ ہوگا اور اگر بیوی جھوٹ بولے گی تو وہ آخرت میں جوابدہ ہوگی، دونوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالی سے ڈریں اور جو صحیح صورتحال ہو وہی بیان کریں۔

لہٰذا مفتی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا اگر تین طلاقیں دی گئیں ہیں تو تینوں واقع ہو گئیں، نہیں دیں تو نہیں ہوئیں، صحیح صورتحال اللہ تعالی ہی کو معلوم ہے۔

لیکن اگر واقعی بیوی نے اپنے کانوں سے اپنے شوہر کو تین طلاقیں دیتے ہوئے سن لیا ہے، یا کسی دیندار، قابلِ اعتماد، سچے مسلمان کے خبر دینے کی بناء پر خود کو تین طلاقیں پڑنے کا یقین ہوگیا ہے، تو ایسی صورت میں وہ شوہر کے پاس ہر گز نہ جائے، اور اپنے آپ کو حرمتِ مغلظہ کے ساتھ مطلقہ ہی سمجھے، [اگرچہ شوہر انکار کرتا ہو،] اور اس کو عذابِ الٰہی سے ڈرائے۔

اگر پھر بھی شوہر باز نہ آئے تو خلع لینے کی کوشش کرے، اگر وہ خلع پر بھی راضی نہ ہو اور عورت کے لئے اس کو قربت سے روکنا بس میں نہ ہو تو عدالت میں تین طلاق کا دعوی دائر کردے، پھر اگر عدالت نے شوہر کے قسم کھانے پر شوہر کے حق میں فیصلہ کردیا تو اب گناہ اسی کو ہوگا، لیکن اس کے بعد بھی عورت علیحدگی کی کوشش کرتی رہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی عظیم الشان کتاب المغنی میں تحریر فرماتے ہیں:

فإذا طلق ثلاثا وسمعت ذلك وأنكر أو ثبت ذلك عندها بقول عدلين لم يحل لها تمكينه من نفسها وعليها أن تفر منه ما استطاعت وتمتنع منه إذا أرادها وتفتدي منه إن قدرت قال أحمد: لا يسعها أن تقيم معه وقال أيضا: تفتدي منه بما تقدر عليه، فإن أجبرت على ذلك فلا تزين له ولا تقربه وتهرب إن قدرت وإن شهد عندها عدلان غير متهمين فلا تقيم معه وهذا قول أكثر أهل العلم ،قال جابر بن زيد وحماد بن أبي سليمان وابن سيرين: تفر منه ما استطاعت وتفتدي منه بكل ما يمكن وقال الثوري وأبو حنيفة وأبو يوسف وأبو عبيد: تفر منه وقال مالك: لا تتزين له ولا تبدي له شيئا من شعرها ولا عريتها ولا يصيبها إلا وهي مكرهة، وروي عن الحسن والزهري والنخعي يستحلف ثم يكون الإثم عليه والصحيح ما قاله الأولون؛ لأن هذه تعلم أنها أجنبية منه محرمة عليه فوجب عليها الامتناع والفرار منه كسائر الأجنبيات.[ج٧ص١٧٣]

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مشہور حواشی میں تحریر فرماتے ہیں:

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل له تمكينه. والفتوى على أنه ليس لها قتله، ولا تقتل نفسها بل تفدي نفسها بمال أو تهرب، كما أنه ليس له قتلها إذا حرمت عليه وكلما هرب ردته بالسحر. وفي البزازية عن الأوزجندي أنها ترفع الأمر للقاضي، فإنه حلف ولا بينة لها فالإثم عليه.

اھ.[ردالمحتار : ج٣ص٢٥١]والله سبحانه وتعالیٰ أعلم

[illegible]

[illegible]

لطیف آباد حیدرآباد

الجواب صحیح

[illegible] عفی عنہ

حضرت مفتی محمد امین صاحب مدظلہم

دارالافتاء [illegible]